اسلام

میں

منافقین کا طریقہ کار

"نکتہ چیں ہے غمِ دل جس کو سنائے نہ بنے"
(غالب)

شرافت علی

تعداد (۱۰۰۰)

قیمت (۴ر)

ادارۂ علمیہ ۳۲۱ اعظم پورہ شرقی حیدرآباد دکن ۲

مطبع ابراہیمیہ اسٹیشن روڈ
حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گذارش

ہر نیک انسان کی زندگی اور اس کا تجربہ بشکل الفاظ و تحریر دوسرے انسان کے لئے ایک مشعل ہدایت ہے۔ چنانچہ قرآن میں محکوم ہے کہ "تم دنیا میں سفر کرو اور تم خود دیکھو" سورہ ۳ آیت ۱۳۷ "ہم نے ایک کو دوسرے کے لئے سبق مقرر کیا ہے۔ اسلئے تم اپنے کام میں سچے رہو" سورہ ۲۵ آیت (۲۰)

غرض اللہ اپنے فضل سے حسب آیت اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔ "تمام فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسکو چاہے دے۔ اللہ کا علم پھیلا ہوا ہے" سورہ (۳) آیت (۷۲) اور عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وہ ہر چیز پر قادر ہے ایک انسان کو دوسرے انسان سے تعارف کرواتا ہے جس کا نام ہمارے پاس اتفاق ہے۔ اس لئے میں اُس کا بہت شکر گزار ہوں کہ مجھکو والد اور پھر استاد، دوست ہندو مسلمان ایسے دیئے جن کا میری زندگی پر بڑا اچھا اثر پڑا۔ اور بقول کارلائل (car ly le) انگریز مصنف کہ "ہر انسان ایک غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اسکا فریضہ ہے کہ اس کی تلاش کرے۔ اور تکمیل کرے"۔ میں نے اس نقطہ نظر کے تحت اپنی عمر کے آخری حصہ میں قرآن پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا اپنا فریضہ سمجھا اور اسکے بعد حال میں جب جناب ظہیر الدین احمد صاحب الجامعی سے اتفاقاً ملاقات ہوئی اور تبادلہ خیال کا موقعہ ملا تو پھر اس میں ترقی ہوئی اسی لئے اس رسالہ کو میں جناب کے اسم گرامی سے موسوم کرتا ہوں۔

میں مسلمان بھائیوں سے گذارش کرتا ہوں کہ بجائے مقدس ہیکل بنانے پر اکتفا کرنے کے مقدس اعمال دنیا کے سامنے پیش کریں تاکہ رسول اللہ صلعم کا نام دنیا میں روشن ہو۔ اس لئے کہ ہم کو (۷۰) یا (۸۰) برس کے بعد بھی موت کا مزہ چکھنا ضروری ہے ملاحظہ ہو سورہ (۲۱) آیت ۳۵۔ اور حسب آیت رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۲۰۱)

ہم کو چاہیئے کہ اپنی دنیا و آخرت دونوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔

نیز ہمارے زوال اور ذلت و پریشانی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ہم اسلام سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں جسکو انگریزی میں (Exploitation) یعنی استحصال کرنا کہتے ہیں یہاں تک کہ حجاج ابن یوسف نے عبد الملک کے زمانے میں ۷۳ھ میں رسول صلعم کے چند سال بعد ہی مکہ معظمہ کو باوجود کلمہ گو ہونے کے منہدم کیا۔ اور عبد اللہ بن زبیرؓ کو جو حضرت ابوبکرؓ کے نواسہ تھے شہید کیا۔ اور انکی لاش کو سر بازار لٹکایا۔ اگر کسی صاحب کو موجودہ اسلام کے نسبت مزید تشفی مطلوب ہو تو براہ کرم (Short Encyclopaedia of Islam) جو ہالینڈ اور انگلینڈ سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں حسب ذیل عنوانات ملاحظہ ہوں۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، عائشہؓ، حفصہؓ، حسنؓ، بخاری، مسلم، ابوحنیفہ، شافعی، مالکی، حنبلی، بایزید، جنید، ابن عربی، غزالی، انسان کامل، مسئلہ حلول، مولوی روم، عبد القادر، وہاب، حدیث، فقہ، سنت، شیعہ، سنی، ایمان، کلمہ، صلوٰۃ، حج، قرآن، وغیرہ۔ جو عربی کتب کے حوالہ سے لکھے گئے ہیں۔

میں عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ ایک رسالہ انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جس سے نوجوانوں کو اللہ کی عظمت۔ فضل۔ رحم۔ ہدایت۔ غصہ۔ غضب۔ تعریف۔ نور۔ فطرت۔ وحدت۔ سلطنت، کمال۔ عروج۔ وعدہ۔ حفاظت۔ رزاقی۔ نشانیات، قرب۔ سزا۔ انعام یاد۔ شکر۔ تلاش۔ تقویٰ۔ توکل۔ فتح۔ طریقہ۔ رسی۔ رنگ۔ علم۔ تخلیق۔ وغیرہ معلوم ہوں۔

میں نے صرف آیات قرآن کا ترجمہ بلا کسی تفسیر کے ہر ایک عنوان کے تحت درج کیا ہے تاکہ ہر مسلمان اپنے تجربہ اور تعلیم کے تحت اس سے اپنا نتیجہ اخذ کرے کیونکہ اللہ خود فرماتا ہے کہ "ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔ کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ ۵۴ آیت (۱۷)"۔ اور "ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ اور اس میں ہم نے ڈرانے کی باتیں طرح طرح سے بیان کی ہیں تاکہ لوگ پرہیزگار

نہیں یا اپنے دل میں سوچ پیدا کریں۔ ملاحظہ ہو سورہ نمبر ۲ آیت نمبر ۱۳ ۔" اب مزید تفسیر کرنا میرے خیال میں خود کو اللہ سے زیادہ سمجھدار بتانا ہے۔ جو مسلمان کے لئے مناسب نہیں ہے۔

آخر میں عبادت سے متعلق براہ کرم آیات ذیل ملاحظہ ہوں "یاد رکھو عبادت خالص خدا ہی کے لئے سزاوار ہے اور جن لوگوں نے اللہ کے سوائے دوست (اولیاء) تجویز کر رکھے ہیں (کہتے ہیں کہ) ہم ان کی پرستش اس لئے کرتے ہیں کہ ہم کو خدا کا مقرب بنا دیں۔ اللہ تعالیٰ انکے اور اہل ایمان کے درمیان ان کے باہمی اختلافات کا فیصلہ کریگا" سورہ نمبر ۳۹ آیت (۳)" "اور جب کہ وہ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑینگے تو ادنیٰ درجہ کے لوگ بڑے درجے کے لوگوں سے کہینگے کہ ہم تمہارے تابع تھے۔ سو کیا تم ہم سے کوئی آگ کا جز وہٹا سکتے ہو جو بڑے تھے وہ کہینگے ہم سب ہی دوزخ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے ملاحظہ ہو۔ سورہ نمبر ۴۰ آیت نمبر ۴۷"

اس کے بعد یہ امر غور طلب ہو جاتا ہے۔ کہ ہم قرآن پر اعتبار کریں یا دوسروں کے علم پر تاکہ دوزخ کی آگ سے بچیں ؟

میں متوقع ہوں کہ اللہ کے نیک بندے اللہ کے احکام سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں گے۔ آخر میں میں اپنے دوست مولوی میر ولایت علی صاحب مصنف اسلامی تعلیمات کا ممنون احسان ہوں جنہوں نے اس کی اشاعت میں میری بڑی مدد فرمائی۔

ہمایوں نگر۔ حیدرآباد دکن
۲۵ رڈسمبر ۱۹۵۷ء

شرافت علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲ الف) منافقوں کی تعریف اور انکا اسلام میں وجود

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اکثر جگہ منافقوں کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں کہ بری بات کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور اچھی بات سے منع کرتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔ وہ اللہ کو بھول گئے ہیں اور اللہ نے انکو بھلا دیا ہے۔ بلا شبہ یہ منافق بڑے سرکش ہیں۔ سورہ توبہ ۹ آیت ۶۷۔

کچھ تمہارے گرد و پیش والوں میں اور کچھ مدینہ والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق کی حد کمال پر پہنچے ہوئے ہیں آپ ان کو نہیں جانتے ان کو ہم ہی جانتے ہیں۔ ہم ان کو آخرت سے پہلے دُہری سزا دینگے پھر وہ بھاری عذاب کی طرف بھیجے جائیں گے۔ سورہ توبہ ۹ آیت ۱۰۱

ان کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں خواہ ان کے لئے آپ استغفار کریں یا ان کے لئے استغفار نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ سورہ منافقون ۶۳ آیت ۶

جب آپ ان کو دیکھتے ہیں تو ان کے قد و قامت آپ کو خوشنما معلوم ہوتے ہیں اور اگر باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی باتیں سنتے ہیں گویا کہ وہ سہارے سے کھڑی کی ہوئی لکڑیاں ہیں۔ وہ ہر غل پکار کو اپنے اوپر (تباہی) خیال کرنے لگتے ہیں یہ لوگ آپ کے دشمن ہیں۔ آپ ان سے ہوشیار رہیے۔ خدا ان کو غارت کرے گا۔ کیونکہ وہ ایمان کو نامنظور کئے ہیں سورہ منافقون ۶۳ آیت ۴

اور بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ آپ کو ان کی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی ہے دلچسپ معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے مافی الضمیر پر گواہ بناتے ہیں حالانکہ وہ نہایت جھگڑالو دشمن ہیں۔ اور جب پیٹھ پھیرتے ہیں۔ تو اس دوڑ دھوپ میں پھرتے رہتے ہیں کہ شہر میں فساد کریں۔ اور کھیتی اور مواشی کو تلف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب

ان سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا خوف کرو تو ان کا غرور ان کو اس گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے۔ تو ایسے لوگوں کی سزا جہنم ہے۔ اور وہ بری ہی آرام گاہ ہے۔ سورہ بقرہ ۲ آیت نمبر ۲۰۴ تا نمبر ۲۰۶

منافقین کو اس امر کی خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے واسطے بڑی دردناک سزا ہے۔ جن کی حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا ان کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں؟ پس عزت تو ساری خدا کے قبضہ میں ہے۔ سورۃ ۴ نساء آیت ۱۳۸ و ۱۳۹

بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائینگے۔ اور تو ہرگز انکا کوئی مددگار نہ پائیگا

سورہ نساء ۴ آیت نمبر ۱۴۵

اُن میں کوئی مر جاوے تو آپ اس کے لئے دعا مت فرمائیے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوجیئے۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور وہ حالتِ فسق ہی میں مرے ہیں سورہ توبہ ۹ آیت ۸۴ ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں۔ اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیا میں ان کو گرفتارِ عذاب رکھے اور ان کا دم حالتِ کفر ہی میں نکل جاوے سورۃ ۹ توبہ آیت ۸۵

عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کی لیکن منافقین نہیں جانتے

سورہ ۶۳ منافقون آیت ۸

لوگوں میں بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں۔ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے۔ اور واقع میں کسی کے ساتھ بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی ذات کے اور وہ نہیں جانتے ان کے دلوں میں بڑا مرض ہے اور اللہ نے انکے اس مرض کو بڑھا دیا۔ اور انکے لئے سزا دردناک ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے سورہ بقرہ ۲ آیت ۸ تا ۱۰

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایسا ہی ایمان لاؤ جیسا کہ اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کیا ہم ایسا ایمان لاویں جیسا کہ بیوقوف ایمان لائے ہیں یاد رکھو کہ یہی بیوقوف ہیں لیکن وہ اس کا علم نہیں رکھتے نیز جب وہ خلوت میں اپنے شریر سرداروں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بیشک

تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف دل لگی کر رہے ہیں حقیقت میں اللہ خود انکا مذاق اڑا رہا ہے۔ اور ان کو انکی سرکشی میں ڈھیل دے رکھا ہے سورہ بقرہ پ ۱ آیت ۱۳ تا ۱۵

یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے ہدایت کے بجائے گمراہی لے لی ان کی یہ تجارت فائدہ مند نہیں اور نہ یہ ٹھیک طریقہ پر چلے سورہ بقر آیت ۱۶

اوپر کی آیت نمبر ۲ اور ۵ سے ظاہر ہوگا کہ منافق رسول اللہ کے قریب بیٹھ کر باتیں کر رہا ہے۔ اور رسول اللہ بھی اس کی باتوں کو خوشی خوشی سن رہے ہیں۔ اتنے میں وحی آتی ہے کہ اے رسول جس سے تم متوجہ ہو کر گفتگو کر رہے ہو وہ منافق ہے جب رسول اللہ کا یہ حال تھا تو ہم معمولی درجہ کے مسلمانوں کا کیا حال ہوگا۔ اور ہم ان منافقین کی کس طرح شناخت کریں اور ان سے دور رہیں جب کہ یہ لوگ (۱۲۰۰) برس سے ہمارے ساتھ چلے آرہے ہیں یہاں تک کہ ملاحظہ ہو آیت بالا ۲ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسولؐ ان کے ظاہری تقدس پر دھوکہ نہ کھاؤ نیز آیت بالا ۳ سے ظاہر ہے کہ اے رسول یہ منافقین جب تمہارے پاس آتے ہیں تو تمہاری جماعت کا راگ گاتے ہیں اور جب اپنی جماعت میں جاتے ہیں تو ان کا راگ گانے لگتے ہیں اس طرح وہ اسلام میں رہ کر اسلام کے دشمنوں کا ساتھ دیتے ہیں اور اسلام کی جڑ کاٹنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح یہ منافقین رسول اللہ کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے انکا کلمہ پڑھتے تھے۔ ان کے پیغمبر ہونے کی گواہی دیتے تھے۔ نماز پڑھتے تھے۔ مگر مشکل کاموں اور جہاد کے وقت علیحدہ ہو جاتے تھے۔ اور جب رسول اللہ اور مسلمانوں کو فتح ہوتی تو مال غنیمت کے لئے مسلمانوں میں شامل ہو جاتے اور مسلمان بھی خلافت ان کو دیتے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح روز اول سے اسلام دین کا گزار تھے۔

اگر ہم ذرا غور کریں تو تاریخ اسلام سے یہ ظاہر ہوگا کہ یہ منافقین دو قسم پر مشتمل تھے۔

نمبر ا قسم اول ایسے منافقین تھے۔ جو کہ ذہن ملا ابوجہل۔ ابولہب وغیرہ کے نمائندے تھے۔ جو اسلام میں بطور ریوگاٹ (یعنی جاسوسی کے کام کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کے پوشیدہ راز سے اپنے دوستوں کو اطلاع دیتے رہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ کے پاس سے رسول کو ہوشیار کیا جاتا تھا

کے لئے آیتیں نازل ہوئیں۔

نمبر۲ دوسری قسم میں ایسے منافقین تھے جو مجبور ہو کر یا اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت حکومت اور دولت سے فائدہ اٹھانے کے لئے شریک اسلام ہوئے ان کی اکثریت اسوقت زیادہ ہوگئی جبکہ مسلمانوں کے فتوحات خصوصاً حضرت عمرؓ اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں مشرق و مغرب میں بڑھ گئے۔ چنانچہ جب مصر و شام اور ایران فتح ہوا اور مفتوح قوم کو قیدی غلام یا باندی بننا پڑا تو وہ مناسب سمجھے کہ مجبوراً ظاہری طور پر اسلام قبول کر کے صرف زبانی جمع خرچ سے اسلامی سوسائٹی میں مساوات کا درجہ حاصل کریں یہاں تک کہ آگے چل کر یہ لوگ اور انکی عورتیں مسلمانوں کے گھروں میں بطور غلام یا باندیاں بشکل بیویاں رہنے لگے۔ آئندہ ان کو بھی مثل مسلمانوں کے مال غنیمت وغیرہ میں حصہ ملنا شروع ہوا۔ چنانچہ تاریخ سے ظاہر ہے (ملاحظہ ہو الفاروق) جب ایران فتح ہوا تو ۷۰۰ اونٹوں پر مال غنیمت کا سونا چاندی ہیرے وجواہرات مدینہ لائے گئے اور تقسیم کئے گئے۔

نیز ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں موسیٰ اونٹوں پر جواہرات کپڑے سونا چاندی لایا اور اسکے علاوہ تیس ہزار کنیزیں اور ایک ہزار غلام ولید کی خدمت میں پیش کیا۔ جو لازمی طور پر مسلمانوں میں تقسیم کر دئے گئے۔ پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اللہ کے احکام کے مطابق انکی توحید بلا شرکت کے پھیلانے کے بجائے اسلام کو ایک زبردست (POLITICAL BUSINESS) یعنی سیاسی دھندہ قرار دیا اس لئے اسلام کی بڑھتی ہوئی دولت اور طاقت کے ساتھ منافقوں کی تعداد بھی بڑھتی گئی حتیٰ کہ لونڈیاں جو قید ہو کر آئی تھیں رفتہ رفتہ بیویاں بن گئیں۔ حالانکہ وہ لوگ دل میں یا تو عیسائی تھے یا یہودی۔ چنانچہ تاریخ سے ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ کا قاتل ایک ایرانی تھا۔ اگر یہ مسلمان ہوتا تو تھوڑے سے اختلاف پر رسول کے خلیفہ کو قتل نہ کرتا اور حضرت امام حسنؑ کی قاتلہ حضرت معاویہ کی ایک عزیزہ اور رشتہ دار تھی۔ اسی طرح حضرت رضا کی قاتل خود ان کی بیوی مامون الرشید کی بیٹی تھی غرض ان منافقین کی تاریخ رسول اللہ کے ساتھ ساتھ شروع

ہوتی ہے۔ چنانچہ یہی منافقین چند اصحاب تھے۔ جو رسول اللہ کو جنگ اُحد میں چھوڑ کر مال غنیمت لوٹنے چلے گئے جس کی وجہ رسول اللہ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ بے ہوش ہو گئے ان ہی اصحاب کی اولاد ہمارے ورثہ میں نسلاً بعد نسل چلی آ رہی ہے۔ اور اپنی اولاد کو سبق دے رہی ہے کہ آئندہ اسلام میں یہ ہمارا پیشہ و نقطۂ نظر رہیگا۔ اس لئے کہ محمدؐ نے ہمارے مذہب کو توڑ پھوڑ دیا۔ بحقیقت میں یہ گروہ شیطان کا مرید ہے جس کو خود اللہ تعالیٰ نے سورہ اعراف آیت نمبر ۱۶-۱۷ میں حسب ذیل الفاظ میں کہا ہے "شیطان نے کہا چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر چھپ کر بیٹھوں گا۔ پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کے بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں سے اکثروں کو احسان ماننے والے نہ پائیں گے چنانچہ یہی لوگ شیطان کے مکر میں آ گئے ہیں جس کی قرآن خود گواہی دے رہا ہے۔

(ب) مسلمان اور منافقین کا عمل

مسلمان بوجہ پیشہ چار درجوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔

یعنی اول اہل علم۔ دوم سفید پوش ملازم۔ سوم تاجر۔ چہارم کمبل پوش ملازم۔ اب چونکہ درجہ دوم، سوم اور چہارم کے مسلمانوں کو مذہب اسلام سے متعلق تحقیق کا بہت کم موقع ہے کیونکہ وہ دن بھر اپنی روٹی کے مسئلہ میں پریشان رہتے ہیں اسلئے یہ درجہ اول کے مسلمان من مانے طور پر ان کی رہبری کرتے ہیں اور خود کی تقلید کے لئے حکم دیتے ہیں چنانچہ اکثریت کا یہی مذہب ہو گیا ہے اور اسی کا نام مذہب اسلام جو رسول اللہ کے اسلام سے بہت دور ہٹا ہوا ہے رسول اللہ کے زمانے میں جو اسلام ایک وحدت تھا اب اُسکے مختلف نام سے کئی فرقے ہو گئے ہیں اور ہر فرقہ اپنے خیال میں مگن ہے خدا فرماتا ہے کہ "یہ تمہارا مذہب ایک ہی مذہب ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرتے رہو مگر ان لوگوں نے اپنے دین کو الگ الگ

کرکے اختلاف پیدا کرلیا اور ہر گروہ اپنے دین پر خوش ہے ان کو ان کی جہالت میں ایک خاص وقت تک رہنے دو۔ سورہ منافقون آیت ۵۴ و ۵۵

اب غور طلب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان منافقون نے اسلام کے ٹکڑے کب اور کیوں کئے۔ ان کا کیا حربہ تھا۔ اور کیا اصول تھے جو عام اور کم فہم مسلمان قبول کرنے کے لئے مجبور ہو گئے۔

قرآن کے شان نزول میں غلط بیانی

نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کرلیں۔ تم تو دنیا کے مال و اسباب چاہتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لئے) آخرت کو چاہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑے حکمت والے ہیں۔ سورہ انفال آیت ۶۷"

اس کی تفسیر میں اہل سنت وجماعت فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عمر کی رائے کے موافق اتری ہے۔ کہ وہ قیدیوں کے قتل پر اڑے ہوئے تھے۔ اور رسول اللہ فدیہ لے کر چھوڑ دینا چاہتے تھے اس لئے کہ اکثر عزیز تھے۔ شیعہ حضرات یہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عباس کے موافق تھی۔ اگر کچھ دیر کے لئے یہ تفسیر اور شان نزول صحیح تصور کیا جائے تو رسول اللہ صلعم کے خلاف انکے اصحابی کے موافق قرآن شریف اُتر رہا ہے کیا یہ درست ہو سکتا ہے؟ قابل غور امر ہے۔

قرآن کی غلط تفسیر

"خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم ہیں۔ اگر آپ تند خو سخت طبیعت کے ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے بھاگ جاتے سو آپ ان کو معاف کر دیجئے اور آپ ان کے لئے استغفار کر دیجئے اور اُن سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے۔ پھر جب آپ رائے پختہ کرلیں۔ تو اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ بے شک اللہ ایسے توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ سورۂ آل عمران آیت ۱۵۹" اسکی تفسیر یہ بتائی جاتی ہے کہ "ابن عباس نے کہا اس سے مراد حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اور یہ آیت

ابوبکرؓ و عمرؓ کے حق میں اتری ہے۔ اور وہ دونوں حواری و وزیر تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے، جو سب مسلمانوں کے باپ تھے"۔ ابن کثیر" اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن شریف میں ان اصحاب سے متعلق ایسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں کہ اگر رسول اللہ بجائے رحم دل ہونے کے سخت طبیعت ہوتے تو رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتے جو ان اصحاب کی شان کے خلاف ہے اور پھر بعد مشورہ کے رسول اللہ کو ارشاد کیا گیا ہے کہ اپنا ارادہ پکا کر کے اللہ پر بھروسہ کر کے عمل کیا کریں۔ اس سے یہ کہاں ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی وزارت کو اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔

تدوین حدیث رسولؐ قرآن کے علاوہ جو جو ارشاد بطور ہدایت فرماتے تھے تاکہ مسلمان ان پر عمل کریں وہ ارشادات حدیث کہلاتے ہیں۔

چنانچہ بہت سی حدیثیں صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی وغیرہ کے ناموں سے موسوم و رائج ہیں اور جن پر مسلمانوں کی اکثریت عمل کر رہی ہے

واضح رہے کہ جس طرح رسول اللہ نے قرآن کو محفوظ و حفظ کروایا اپنی کسی حدیث کو اس طرح محفوظ نہیں کروایا۔ الفاروق میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ (۳۰) حدیثیں جمع کئے تھے مگر بعد میں خود انہوں نے اس خیال سے کہ ممکن ہے۔ اس کے بیان کرنے میں کچھ غلطی ہو اور مسلمان غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں اس مجموعہ کو تلف کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کو اپنے زمانہ میں جب یہ معلوم ہوا کہ حدیثیں جمع کی جا رہی ہیں۔ تو ان کو بھی یہی شبہ ہوا کہ مسلمانوں کی غلط رہبری نہ ہو وہ بھی اس کو سختی سے منع کر دیئے۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ نے بھی اس بارے میں کوئی باضابطہ قدم نہیں اٹھائے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خلافت راشدہ کے زمانہ میں حدیثوں کے جمع کرنے کا نہ حکم تھا نہ طریقہ اور نہ کسی کو اس طرف خیال ہوا حالانکہ یہ رسولؐ کے جانشین تھے۔ اس کے بعد حضرت بخاری ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ممکن ہے اپنے ۴۰ ویں سال میں یعنی ۲۳۴ھ میں اس طرف رجوع ہوئے ہوں؟ اور مسلم ۲۰۲ھ میں پیدا

ہوئے اور ممکن ہے انہوں نے بھی ۲۴۲ھ میں اس طرف توجہ کی ہو جب کہ مامون الرشید برسر حکومت تھا۔ اب غور طلب یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کے ڈھائی سو سال کے بعد یہ حدیثیں کہاں تک درست ہو سکتی ہیں جب کہ موجودہ زمانہ میں خود دس پندرہ برس کے بعد ایک واقعہ کے مختلف روایات پائے جاتے ہیں مثال کے طور پر صحیح بخاری سے چند حدیثیں درج کی جاتی ہیں جو خلاف عقل اور ایمان ہیں۔

(۱) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ص روزہ کی حالت میں بوسہ لیتے اور مباشرت کرتے۔ اور اپنی خواہش پر تم سب سے زیادہ قابو رکھتے تھے (کتاب صوم۔ حدیث ۹۲۸)

(۲) ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم اور میمونہؓ ایک برتن سے غسل کرتے تھے۔ حدیث نمبر ۲۰۳ باب غسل) افسوس کی بات ہے کہ موجودہ زمانہ میں یہ حرکت کوئی مسلمان شوہر اور بیوی نہیں کرتے ہیں تو رسول جیسی ہستی کیا کی ہو گی اور اس کو امام بخاری نے کیسے صحیح سمجھا؟

(۳) انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم رات اور دن کے ایک ہی وقت میں اپنی تمام بیویوں پر دورہ کرتے تھے جو گیارہ تھیں: قتادہؓ کہتے ہیں میں نے انسؓ سے پوچھا کیا آپؐ اس کی طاقت رکھتے تھے۔ اس نے کہا کہ ہم تذکرہ کرتے کہ آپ کو (۳۰) مردوں کی طاقت دی گئی ہے۔ (حدیث ۲۱۰ باب غسل) نہیں معلوم کہاں کہاں سے اس طرح کی حدیثیں حاصل کی گئیں اور بالکل کس مطلب کے تحت متن میں رکھا گیا ہے خیال تو یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح رسول اللہ ص کو بدنام کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہو۔ حالانکہ ان کی شان میں سورہ مزمل۔ کوثر۔ الم نشرح۔ مدثر۔ فتح والضحیٰ وغیرہ نازل ہوئے۔ اور آپ کو سراج منیر کہا گیا ہے۔ یہ غور طلب امر ہے کہ سورہ مزمل میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ کی شان میں یہ فرماتا ہے کہ تمہارا رات کا جگنا ہم کو بہت پسند آیا جب کہ دل و دماغ دونوں ملکر کام کرتے ہیں اور ہماری یاد کرتے ہیں۔ ایسے شخص سے کوئی کیا امید کر سکتا ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) (۱۱) بیویوں کے پاس اپنی (۵۵) سال کی عمر میں ضروریات انسانی کیلئے

گیا ہوگا۔ افسوس کی بات ہے کہ ایک معمولی دماغ کا شخص اس کو قبول نہیں کر سکتا اور بخاری صاحب نے اس کو صحیح سمجھ کر درج متن کیا۔ اب اہل علم اس حدیث کو ضعیف سمجھتے ہیں۔ مگر غلط اور ناقابل قبول نہیں کہتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کو رسول اللہ سے بڑھکر بخاری پر بھروسہ ہے۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث یہ ہے کہ جنگ بدر میں جو اصحاب شہید ہوئے ان کی ارواح بشکل سبز پرندے اللہ تعالیٰ کے عرش کے اطراف ہیں اور اللہ خود ان کو غذا دے رہا ہے۔ جب انسان مرنے کے بعد پرندے کی شکل اختیار کر لیا تو یہ تناسخ کا مسئلہ ہو گیا جو اسلام میں قابل قبول نہیں۔ اور مسلمان اس کو فخریہ بیان کرتے ہیں۔

اسی طرح حضرت ترمذی کی ایک حدیث ہے کہ شب برات میں (حالانکہ شب برات کا لفظ قرآن شریف میں کہیں نہیں ہے) اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے اتر کر چوتھے آسمان پر مسلمانوں کی دعا سننے کے لئے آتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری دعا عرش میں سنی نہیں جاتی اس لئے نیچے آنا پڑتا ہے جو اللہ کی شان کے خلاف ہے۔ حالانکہ اس کا حکم ہے کہ میں تیری شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں، ملاحظہ ہو سورہ ق (۵۰) آیت ۱۶

قرآن و فقہ اللہ کا قرآن ایک ہے۔ مگر اس سے مختلف فقہ تراشے گئے ہیں۔ مثلاً حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی اور شیعہ وغیرہ۔ ہر ایک کو فخر ہے کہ ہم صحت پر ہیں۔ سوال یہ ہے کہ رسول اللہ کا طریقہ ان پانچ طریقوں میں کونسا تھا اور وہ کس طریقہ پر نماز روزہ وغیرہ ادا کرتے تھے۔ قیاس تو یہ کہتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک طریقہ ہوگا۔ یا کوئی اور، مگر پانچ چھ طریقہ ہونے ناممکن ہیں۔ یہ ایک سیاست ہے جس کو اہل رومار (Romans) نے لڑاؤ اور حکومت کرو (Divide & Rule) کے اصول کے تحت اجرا کیا اور بنی امیہ اور بنی عباس اس کو اپنی حکومت کے استحکام کے لئے اختیار کر لئے۔ مگر اب ایک صحیح ایمان والے کے لئے جس کو اپنی موت کا یقین ہے اور اللہ کے پاس جواب دینا پڑیگا۔ ان پانچ چھ اصحاب کے

ہاتھوں میں گرفتار و پریشان ہے خدا رحم کرے اور راہ راست بتلائے۔

تجوید یعنی قرآن کے الفاظ کا صحیح پڑھنا۔ اس پر ضرورت سے زیادہ وقت دیا جاتا ہے اور یہ کوشش نہیں کی جاتی کہ ساتھ ہی ساتھ آیتوں کے معنی یا ترجمہ بتایا جائے۔ اس لئے کہ قرآن سمجھ کر پڑھنے کے لئے آیا ہے نہ کہ صرف تجوید کے لئے حالانکہ سورہ نمبر۴ آیت نمبر۴۳ میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ "اے ایمان والو تم نماز کے پاس ایسی حالت میں نہ جاؤ جبکہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو" مگر حقیقت یہ ہے کہ اکثر اصحاب دن میں پانچ وقت بغیر نشہ کے بے سمجھے نماز ادا کرتے ہیں۔ اور یہی ہمارے زوال کی بڑی وجہ ہے اسلئے کہ اللہ ہم کو پانچ وقت قرآن سننے کا موقع دیتا ہے اگر ہم اس سے استفادہ نہیں کرتے مناسب یہ ہوگا کہ کم از کم نماز سے پہلے اس کا ترجمہ سنادیا جائے اور بعد ازیں نماز میں وہی سورۃ پڑھی جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کا حکم معلوم ہو جائے۔ اس طرح بغیر سمجھے رمضان میں اور زیارت، چہلم و برسی میں کئی قرآن ختم کئے جاتے ہیں تاکہ مرحوم کو ثواب پہنچے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ اس لئے رائج کیا گیا ہوگا کہ کم از کم ان مواقع پر زندہ اصحاب اللہ کے حکم سے واقف ہوں مگر ایسا عمل جو رائج کیا گیا ہے اسکا نتیجہ برعکس ہے۔

قرأت قرأت کے سات طریقے قرار دئے گئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ ان (۷) طریقوں پر قرآن پڑھتے تھے بلکہ جبرئیل بھی اس پر عمل پیرا تھے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ درست ہو سکتا ہے؟۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی فتوحات بڑھنے کے بعد لازمی ہے کہ عرب کا طرز قرأت مصر و شام وایران وغیرہ سے نہیں ملتا اور اس اختلاف قرأت کو ایک فن قرار دیا گیا ہے جس سے کوئی فائدہ نہیں۔ قرآن سمجھنے اور عمل کے لئے آیا ہے نہ کہ صرف قرأت کے لئے۔

عشق اللہ یہ ایک مسئلہ اسلام میں شریک کیا گیا ہے حالانکہ نہ رسول اللہ اور نہ خلفائے راشدین اس کا دعویٰ کئے تھے۔ اور نہ اس کی تعلیم و تربیت ان کے زمانہ میں دی گئی تھی عشق عموماً ایک قدرتی تعلق مرد و عورت، نر و مادہ کا ہوتا ہے تاکہ ضابطہ یا بے ضابطہ ازدواج

نسل مخلوق ہوتی رہے۔ مگر چند اللہ کے بندوں نے اللہ کو ایک جنس قرار دیا جو خلاف سورۂ فاص ہے اور پھر اس سے عشق کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اللہ کا حکم یہ ہے کہ میری عبادت بلا شرکت غیرے کرو اور میری اطاعت اور رسول کی اطاعت کرو مگر بجائے اطاعت کے اللہ اور رسولؐ سے عشق کیا جا کر برابری کا درجہ حاصل کیا جاتا ہے نہیں معلوم اس عشق میں فاعل کون اور مفعول کون ہے۔ خدا ہم کو معاف کرے اور اس نحوست سے آزاد کرے۔ اسلام میں بندگی پر ناز ہے مگر عشق کی جگہ نہیں۔ یہ مسئلہ ایران سے نکلا ہے جہاں معشوق ہمیشہ مذکر ہوتا ہے۔ غضب تو یہ ہے کہ بیچارے بزرگان دین کو محبوب الٰہی اور معشوق۔ باری کا خطاب دیا گیا اور انکے پورے تقدس و عبادت پر پانی پھیر دیا گیا۔ یہ ہمارا موجودہ اسلام جسکے لئے رسول اللہ اور انکے ساتھی بہائے

تصور شیخ یہ ایک عجیب مسئلہ رائج کیا گیا ہے جس سے شیخ کا تصور کیا جاتا ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تصور رسول اللہؐ کے پاس پہنچا دے گا اور پھر وہاں سے اللہ جل شانہٗ کے پاس حقیقت میں یہ تعلیم نہ رسول اللہ صلعم نے کسی کو دی اور نہ خود اللہ تعالیٰ نے کہیں یہ کہا ہے کہ میں کسی کے تصور یا نگاہ میں آؤں گا۔ ملاحظہ ہو سورہ انعام آیت نمبر ۱۰۴ اس کو کسی کی نگاہ نہیں دیکھ سکتی و نیز ملاحظہ ہو سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۴۳ موسیٰ نے کہا۔ اے رب میرے دیدار مجھکو دکھلا تاکہ میں تجھکو دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم ہرگز مجھکو دیکھ نہیں سکتے۔ لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھو۔ اگر وہ اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی دیکھ سکو گے۔ پس ان کے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی تو اس کے پرخچے اڑ گئے اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب موسیٰ جیسے پیغمبر کا یہ حال ہو تو ما دشما کا کیا حال اور کسی کا تصور اللہ یا عشق الٰہی کا دعویٰ کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟ یہ سوائے کہ علما مسلمانوں کو دھوکہ دے کر اپنی فوقیت جتانے کے اور کیا ہو سکتا ہے نیز رسول اللہؐ کے معراج کا واقعہ قرآن میں موجود ہے لیکن اس کے کوئی تفصیلات نہیں دئے گئے۔ سوائے احادیث کی من مانی روایات کے جس کی کوئی توثیق خلفائے راشدین نے نہیں فرمائی۔

قصائد اور معجزہ بزرگانِ دین اور رسول اللہ کی شان میں ایسے قصائد لکھے جاتے ہیں کہ کبھی ان کی آنکھوں کی کبھی زلفوں وغیرہ کی تعریف کیجاتی ہے جو مناسب نہیں۔ یہ بھی ایک عشق اور حسن کا چکر ہے۔ اور بعض وقت ایسے قصے مرتب کئے جاتے ہیں کہ بزرگوں کی عزت میں اضافہ ہو مثلاً ہواؤں میں اڑنا۔ پانی پر چلنا۔ عزرائیل کے ہاتھ سے کسی روح کا چھین لینا۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب قصے عوام کو بیوقوف بنانے کے لئے بنائے گئے ہیں جس پر مغربی اقوام ہنستی ہیں اور اسلام کا مضحکہ اڑاتی ہیں۔

محرم سُنی اور شیعہ حضرات دونوں محرم میں حضرت امام حسین کا غم مناتے ہیں۔ ایک فرقہ کچھ کم اور ایک فرقہ زیادہ غرض دونوں فرقے متفقہ طور پر حضرت امام حسین کو اپنا رہبر مانتے ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ ان دونوں فرقوں میں اکثریت فاسق و فاجر حضرات کی ہے اس کے باوجود یزید کو بدنام کیا جاتا ہے۔ سچ پوچھو تو اگر ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ہم تقلید یزید کی کر رہے ہیں نہ کہ امام حسین کی جنہوں نے رسول اللہ کے اصول کو قائم رکھنے کیلئے اپنی جان دی۔ اور شہید ہو گئے۔ اس طرح ۱۰ محرم فی زمانہ مسلمانوں کے اعمال کے لحاظ سے فتح یزید کی ہے نہ کہ فتح امام حسینؓ۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان الجیریا سے لیکر انڈونیشیا تک کسی نہ کسی غیر مسلم حکومت کے دست نگر ہیں اور شیطان کا دعویٰ کہ "میں مسلمانوں کو بھٹکاؤں گا" بھی برابر کامیاب نظر آتا ہے۔ اور شجر ملعونہ سرسبز رہے اور شجر طیبہ کو پھر ایک حسینؓ یا عمل صالح کی ضرور

نام اسلام اللہ تعالیٰ نے سورہ المائدہ ۵ آیت ۳ میں فرمایا ہے کہ "میں نے آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا۔ اور میں نے اسلام کو تمہارا دین قرار دیا"۔ دوسرا ارشاد ہے کہ "اللہ نے تمہارا نام مسلم رکھا سورہ حج ۲۲ آیت ۷۸"

جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے مذہب کا نام اسلام رکھا تو کیا کسی مسلمان کو حق پہنچتا ہے اس کو بدل کر سنت جماعت حنفی، شافعی، مالکی، یا امامیہ قرار دے۔ جب ہم اپنا نام جو

لیک وقت باپ کے ذریعہ سے مقرر ہو جاتا ہے اور ملازمت میں آجاتا ہے اور ہم اس کو بغیر کسی قانونی اجازت کے نہیں بدل سکتے۔ ہیں تو یہ خدا کا دیا ہوا نام کیسے بدل سکتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ ان کے حاکم وقت سے بھی کم تر ہے۔ اور ان کو اپنی آخرت کا خیال نہیں نیز ملاحظہ ہو۔ سورہ روم[۳۰] آیت نمبر ۲۹ تا ۳۲ ''تم یکسو ہو کر اپنا رخ دین کی طرف رکھو اللہ کی اس دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ اس پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہیے۔ پس سیدھا دین یہی ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے تم خدا کی طرف رجوع ہو کر فطرت اللہ کی اتباع کرو اور اس سے ڈرو اور نماز کی پابندی کرو۔ اور شرک کرنے والوں میں سے مت ہو، لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا۔ اور بہت سے گروہ ہو گئے۔ ہر گروہ اپنے اس طریقے پر نازاں ہے جو اس کے پاس ہے'' اس کے بعد غور طلب امر یہ ہو جاتا ہے کہ ہم اللہ کے حکم کے خلاف بجائے اپنے مذہب کو اسلام بتانے کے کوئی اور دوسرا نام کس طرح بتا سکتے ہیں جو رسول اللہ کے بعد رائج کیا گیا ہو۔ ہم کو اللہ کی اطاعت مقصود ہے یا کسی دوسرے شخص کی جو اپنے نام سے ایک مذہب یا طریقہ رائج کیا ہو۔؟

مکہ اگرچہ مسلمانوں کے دین کا مرکز ہے قرآن میں اس کو جو عزت دی گئی ہے وہ سب پر ظاہر ہے۔ اور صاحب استطاعت مسلمان دنیا کے گوشہ گوشہ سے ہر سال حج کو جایا کرتے ہیں۔ ایسے متبرک مقام پر بعض لوگ ہجرت کر کے بس جانا چاہتے ہیں مگر اس کی اجازت نہیں کم از کم اس جگہ مسلمان کو ہر طرح کی مذہبی آزادی اور سہولت ملنی چاہیے۔

ڈاڑھی وغیرہ کے مسائل اکثر مسلمان ڈاڑھی کو سنت قرار دے کر رکھتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو مجبور کرتے ہیں حالانکہ ڈاڑھی رکھنے کا قرآن کریم میں کوئی حکم نہیں ہے۔ خدا نے جس کام کے کرنے کا حکم نہ دیا ہے اس کی قیامت میں پرسش بھی نہیں ہو سکتی واضح رہے کہ اس زمانہ میں یہودی و عیسائی وغیرہ سبھی ڈاڑھی رکھتے تھے نہیں معلوم رسول کا کیا طریقہ کار تھا مگر سب مونچھیں کٹوا کر ڈاڑھیاں [illegible] وجہ سے بد وضع

اور وحشت ناک ہو جاتے ہیں اور اکثر غیر مسلم احباب یہ کہتے ہیں کہ کیا تمہارے رسول کی ایسی ہی شکل تھی کہ ڈاڑھی کے بال چاروں طرف ہوا میں اُڑ رہے ہوں۔ نیز اکثر مسلمان اصحاب سڑک پر ڈھیلہ سکھاتے ہیں جہاں سے غیر مرد عورت بھی گزرتے رہتے ہیں یہ ایک نہایت غیر مہذب اور مضحکہ خیز عمل ہے لیکن اس کو بھی سنت یعنے کار ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ غرض موجودہ مسلمان نافہمی سے رسول اللہ ؐ کو ہر طرح سے بدنام کرنے کی کوشش کرنے میں کامیاب نظر آتے ہیں اور فخر یہ اسکا نام "سنت" ہے۔

نکاح | قرآن کہتا ہے کہ زانی مرد کا نکاح زانیہ یا کافرہ سے ہوگا۔ اور اسی طرح زانیہ عورت کا نکاح زانی یا کافر سے ہوگا۔ ایسا نکاح مومنوں پر حرام ہے سورہ نور ۲۴ آیت ۳ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زنا کو کفر کے مماثل قرار دیا ہے۔ جو قابل غور ہے آج کے حالات بظاہر ناگفتہ بہ معلوم ہوتے ہیں اس جانب نہ کسی ماں باپ کی توجہ نظر آتی ہے اور نہ قاضی صاحبان کسی جانچ پڑتال کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اور نہ مذہب کے ٹھیکیدار اس طرف کوئی توجہ کرتے ہیں کہ قوم کدھر جا رہی ہے۔ اور مستقبل قریب میں اس کا کیا حشر ہوگا؟

(۷) نتیجہ

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم ان تمام واقعات پر غور کرنے کے بعد کیا عمل کریں تاکہ ہم اپنے اللہ اور اسکے رسول کے حکم کی تعمیل کریں۔ اور رسول کی روح کو خوش کریں اور دنیا اور دین میں خوش اور کامیاب رہیں۔

ہم کو چاہئیے کہ تمام فرقوں کے اصول پر غور کریں اور ان میں جو اصول عام ہیں خصوصاً نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ ان کو چن لیں۔ یا یوں کریں کہ ان سب کا (ل.م.و) یعنی ذواضعاف اعظم نکالیں اور ان کو قرآن کے تحت اسلام کے اصول قرار دیں۔

مثلاً تعداد رکعت اوقاتِ نماز ارکانِ نماز اور جو سورتیں عموماً پڑھی جاتی ہیں۔ اگر ان کو متفقہ طور پر ایک جگہ کر دیا جائے تو اللہ و رسول دونوں خوش ہونگے اور مخالفانِ اسلام کو ہر یہ چہ میگوئیاں کرنے کا موقع نہ ملیگا۔

نماز میں صرف ایسی چند سورتیں پڑھی جائیں جو عام فہم ہیں تاکہ ان کے تکرار سے مسلمانوں کے دلوں میں ان سورتوں کے معنی عظمت و شان رفتہ رفتہ دل پر کھلتی جائے اور وہ اللہ کے طرف متوجہ ہوں نیز مناسب ہوگا کہ جمعہ کی نماز میں جب کہ بہت سے مسلمان جمع ہوتے ہیں جو سورتیں پڑھی جائیں انکا ترجمہ قبل نماز خطبہ کے ساتھ سنا دیا جائے تاکہ مسلمان اللہ کے احکام سے واقف ہوں۔

اکثر اصحاب اپنی روٹی و رزق کے لئے اپنے بالادست کی ناجائز خوشامد کرتے ہیں اور یہ نہیں خیال کرتے کہ ان کا رزق صحت اور عزت سوائے اللہ کے کسی کے ہاتھ میں نہیں جب ہم اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکڑتے ہیں تو اللہ بھی ہم کو چھوڑ دیتا ہے یہی وجہ سب سے بڑی ہمارے زوال کی ہے۔

جب کبھی قرآن پڑھا جائے تو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی کوشش کریں تاکہ سمجھ میں آئے اور اس پر عمل کر سکیں۔

جو کچھ ہم خیرات دینا چاہیں بجائے پیشہ ور فقیروں کو دینے کے اپنے محلہ کی مسجد میں ایک فنڈ کے تحت جمع کر کے اللہ کے احکام کے تحت تعلیم دین ملاحظہ ہو سورہ بقر آیت ۱۷۷ "جو لوگ اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور غریب مسافروں کو اور ضرورت مندوں کو مال دیتے ہیں وہ متقی ہیں۔

قرآن کی تعلیم مدارس اور کالجوں میں ایسی دیجائے کہ کچھ حصہ میٹرک کچھ حصہ ایف اے کچھ حصہ بی۔اے میں تکمیل پائے اور اسکی (STUDY) ایسی کی جائے

جیسا کہ ہم دوسرے نصابی کتابوں کی کرتے ہیں۔ سچ پوچھو تو موجودہ زمانہ کے۔ بی۔ اے شکسپیر، ملٹن، وغیرہ سے اس قدر واقف ہیں کہ بیان سے باہر ہے اور قرآن کی کونسی آیت کہاں ہے کوئی بی۔ اے مسلمان نہیں بتا سکتا۔ اور نہ اس کو اپنا فرض سمجھتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ اسلامی ممالک میں کسی حاکم کو اس طریقہ تعلیم کا کبھی خیال تو آیا ہو۔ میرے خیال میں یہ طریقہ اس لئے رائج نہیں ہے کہ حاکم اپنی رعایا کو احکام قرآن سے ناواقف رکھنا چاہتا ہے اور پھر مختلف فرقوں اور پارٹیوں میں رہنے کی وجہ حکومت میں آسانی ہوتی ہے اور خود کی کرسی مستحکم رہتی ہے۔

سستی و کاہلی | مسلمانوں میں سستی اور کاہلی اس قدر آگئی ہے کہ کوئی پیشہ یا محنت کرنے کو عار سمجھتے ہیں زیادہ سے زیادہ اہلکاری، چپراسی گری، پولیس و فوج کے جوان، کسی بنگلہ یا دفتر کی پہرہ داری کی کوشش کرتے ہیں تاکہ مفت و آرام کے ساتھ جس میں کچھ شان بھی شامل ہو بغیر محنت کے رزق مل جائے۔ حالانکہ خلفائے راشدین اور اصحاب رسول خود اپنی گزر اوقات کسی نہ کسی محنت سے کرتے تھے۔

سرمایہ داری | اسلام میں سرمایہ داری کی کوئی جگہ نہیں اگر اسلام میں کوئی شخص زکوٰۃ برابر دے اور تقویٰ یعنی اللہ کے ڈر کا خیال رکھے تو ایک ایسی سوسائیٹی قائم ہوگی جس میں نہ چوری نہ زنا۔ نہ کاہلی۔ نہ سرمایہ داری۔ اور نہ شوق حکومت ہوگا۔ بلکہ شوق آخرت کے لئے انسان اپنے ہر عمل پر غور کریگا تاکہ پرسش میں کامیاب ہو۔

لہو و لعب | غرور اور نافرمانی خدا اسلام میں ممنوع ہے۔ یہ شیطانی افعال ہیں جس کی وجہ شیطان او۔ آدم دونوں کو جنت چھوڑنا پڑا۔ اگر ہم بھی اسی میں مبتلا رہیں تو ہم کو بھی اس کی وجہ سے اپنے گھر کو چھوڑنا پڑیگا۔ اس لئے ہم کو چاہئے کہ قرآن کے مطابق اپنے اعمال کو بنائیں تاکہ ہم بھی خوش رہیں اور دوسروں کو بھی خوش رکھنے میں کامیاب ہوں۔

دیانت داری | دیانت داری اسلام میں جزو ایمان ہے۔ مگر عمل میں بعث

کہ لوگ اسکے پابند ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ دنیا بھی خراب اور آخرت بھی۔ اس کی تمثیل غیر ضروری ہے اس لئے کہ ہر ایک کا ضمیر خود گواہی دیگا کہ میں کہاں تک حلال کی کمائی کمار ہا ہوں۔

سچائی سچ کہنا بھی ایک زبردست اصول دین ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۸۱ "کہدیجئے کہ حق آیا اور جھوٹ غائب ہو گیا۔ اور جھوٹی چیز کو ہمیشہ غائب ہونا لازمی ہے" یہ خدا کا کلام ہے اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اگر ہم سچ بولنے اور سچ پر عمل کرنے اور سچ خیال کرنے کی مشق کریں تو یقین جانئے کہ ایسے مسلمان کے سامنے جھوٹ ٹک نہیں سکتا اور اللہ کی مدد اس کے لئے آنی لازمی ہے۔ اسی کے ترک سے ہم لوگ غیروں کے ہاتھ پریشان ہیں یہ منافقوں کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔

حدیث چونکہ اسلام میں کوئی گیارہ سو برس سے حدیثوں کا رواج ہو گیا ہے اور یہ مذہب و دین کا جز ہو چکے ہیں اسلئے ہم کو چاہئے کہ تمام حدیثوں سے ایسی احادیث نکال دیں جو اللہ، رسول، ضمیر، عقل اور قرآن کے خلاف ہوں، ایک نیا مجموعہ مکہ معظمہ سے رائج کریں تاکہ سب مسلمان اس کی تعمیل قرآن کے ساتھ ساتھ کریں۔

مکہ تمام اسلامی ممالک کا مرکز حسب حکم خدا ہے۔ مسلمان ہر سال جب وہاں حج کو جاتے ہیں تو اپنے تمام دینی مسائل بذریعہ ایک مجلس مشاورت کے جسمیں تمام ممالک اسلامی کے نمائندے مشتمل ہوں، طے کریں تاکہ عمل پیرائی میں یکسانیت رہے اور رسول اللہ کی رسالت کا منشا پورا ہو۔

خیال موت واضح رہے کہ ہر انسان کو مرنا برحق ہے۔ اور مسلمان کو بھی اس منزل کا سامنا کرنا ہوگا اور یہ بھی واضح ہے کہ اس کے ہر عمل کی پرسش ہو گی جسکا ہر روز ہر وقت ریکارڈ ہو رہا ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ یٰسین ۳۶ آیت ۱۲ "بے شک ہم مردوں کو زندہ کرینگے اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جنکو لوگ آگے بھیجتے جاتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں محفوظ کر لیتے ہیں"۔

اور ملاخظہ ہو سورہ قٓ (۵۰) آیت (۱۷) دو اخذ کرنے والے فرشتے اخذ کرتے رہتے ہیں جو کہ دائیں اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔"

سورۃ التطفیف (۸۳) آیت (۷) ملاخظہ ہو لفظ سجّین جس میں گناہگاروں کا فرد (؟) کے اعمال لکھے ہونگے اور ملاخظہ ہو اسی سورہ میں آیت ۱۸ علیین جس میں نیکوں کے اعمال لکھے ہونگے" اس کے بعد بھی اگر ہم موت کا خیال نہ کریں اور اللہ سے نہ ڈریں۔ اور اپنے اعمال درست نہ کریں اور قرآن کی طرف توجہ نہ کریں اور جو دھندے منافقین اپنی روزی کمانے کے لئے رائج کر رکھے ہیں ان سے اپنے کو علیحدہ نہ رکھیں تو ہم نہ دنیا میں کامیاب رہینگے نہ آخرت میں چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:۔

" اللہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ تم سب اسکے محتاج ہو۔ اگر تم اس کے احکام سے روگردانی کرو گے تو تمہاری جگہ دوسری قوم کو لائیگا۔ پھر وہ تم جیسی نہوگی" سورہ محمد ﷺ آیت ۳۸

خدا تعالے ہم کو توفیق نیک دے اور راہ راست پر ثابت قدم رکھے آمین۔

اس ادارہ کا قیام ۱۹۴۸ء میں اس مقصد کے تحت عمل میں لایا گیا ہے کہ تمام مذاہب کی اصولی یکسانیت کو علمی انداز میں ظاہر کیا جائے تاکہ فطری اصول کے مطابق صحت بخش انسانیت کا نشو و نما ہو

اس ادارہ کی جانب سے بلالحاظ ملت و مذہب علمی اور اصلاحی کتابیں شائع کی جاتی ہیں کسی سیاسی مکتب خیال سے اس کا تعلق نہیں ہے ۔

افادہ عام کے لئے قیمتوں میں کافی کمی کی گئی ہے۔ نظر ثانی شدہ قیمتیں درج ذیل ہے

اسلامی تعلیمات ۔ اقوام عالم کے لئے آئینہ عبرت ۔ مصنف پیرزادہ بشارت علی صاحب ۲-۰۰

نعرۂ اتحاد ۔ مسلمانوں کی فرقہ بندی کا علاج " " ۰-۲۵

پیام مشرقی ۔ قوت عمل کو بے پناہ اکسانے والے مضامین مرتبہ " ۱-۰۰

خلاصہ اسباب زوال امت معہ علاج " " ۰-۲۵

قدرتی علاج کے آسان طریقے مصنف غلام احمد صاحب وکیل ۱-۰۰

اسلامی معاشرت ۔ روزمرہ زندگی کی قرآنی وضاحت " غلام احمد صاحب پرویز ۱-۰۰

دینی تنظیم کی صحیح ترین راہ " صوفی نذیر احمد صاحب ۰-۲۵

اثبات دین انسانی (کمیونزم اور اسلام) " " " ۳-۰۰

اسلام اور اس کی حقیقت " ڈاکٹر ابو الفضل صاحب ۰-۵۰

نیز ادارہ طلوع اسلام کی تمام مطبوعات مصنفہ غلام احمد صاحب پرویز مل سکتی ہیں ۔

ادارہ علمیہ ۳۲۱/۱ اعظم پورہ شرقی حیدرآباد نمبر ۲ آندھرا پردیش